الأقساط في تحقيق حيلة الإسقاط

المعروف

اِسقاطِ میت کا ثبوت



تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Owaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ

تمھید

اہل سنت کا طریقہ ہے کہ میت کی فَوتیدَ گی(موت) کے بعد اس پر نماز وروزہ ودیگر واجبات کے لئے اسقاط وغیرہ کرتے ہیں اس پر دیوبندی وہابی لوگ معترض ہوتے ہیں۔حِیلہ واِسقاط کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں بلکہ اس کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی شریعت نے اس طریقہ کو جائز سمجھا ہے۔بہت سے بیوقوف جاہل تو اسے حرام تک کہہ دیتے ہیں۔فقیر اُویسی غفرلہ نے جہاں اپنے مسلک کے لئے دیگر مسائل کو دلائل سے ثابت کیا اس مسئلہ کے لئے بھی یہ چند سطور لکھ کر اس کا نام '' اَلاَقْسَاطُ فِیْ تَحْقِیْقِ حِیْلَۃِ الْاِسْقَاطِ '' تجویز کیا ہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الرؤف الرحیم

۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ شب ہفتہ ۱۰ بجے

مقدمہ

اِسقاط عربی لفظ ہے بمعنی گرانا۔ ''کما یقال أَسْقَطتِ المرأۃُ وَلَدَھَا إسْقاطاً'' عورت نے ادھورا بچہ گرایا[1] (المنجد صفحہ ۵۷۳)

اور اصطلاحِ شریعت میں فقہاء کے نزدیک میت کے ذمہ رہے ہوئے احکامِ شرعیہ کو گرا دینا تاکہ مردہ اپنی زندگی میں جن احکامِ شرعیہ کو غلطی سے یا بھول کر ادا نہ کرسکا اور اب ادا کرنے پر بالکل قدرت نہیں رکھتا اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس کی وجہ سے ان احکام کے بارے میں اس کی ادائیگی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے پاس قرابت واُخُوَّت(خونی رشتہ)ہو گا وہ لازماً ایسے طریقے کو اپنائے گا جس سے مُردے کی گُلوخَلاصی(نجات، رہائی)ہو سکے اور جو شخص اپنے اہلِ قرابت کی خیر خواہی کا احساس نہیں رکھتا اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

اِسقاط کا فائدہ:

اِسقاطِ شرعی سے فائدہ یہ ہے کہ انسان سے بہت سے احکام عمداً سہواً خطاءً رہ جاتے ہیں جنہیں وہ اپنی زندگی میں بوجہ غفلت ادا نہ کرسکا اب مرنے کے بعد نہ تو اسے ادا کرنے کی طاقت ہے اور نہ اس سے چھوٹنے کی کوئی سبیل۔شریعت مطہرہ نے اس کی دستگیری کی اور ایک طریقہ بتایا جسے اسقاط کہا جاتا ہے کہ اگر میت کا کوئی خیر خواہ اس طریقہ کو اپنائے تو اس بیماری سے مردہ کو نجات مل جائے یہ درحقیقت میت کے ساتھ ایک قسم کا تعاون ہے لیکن وہابی دیوبندی

[1] (لسان العرب، باب فصل السین المھملۃ، ۳۱۶/۷، دار صادر – بیروت، الطبعۃ: الثالثۃ ۱۴۱۴ھ)

خیر سے فی سبیل اللہ فساد کے عادی ہیں اسی لئے ہر نیک کام سے روکتے ہیں جس طرح وہ زندہ مسلمانوں کے دشمن ہیں اُسی طرح وہ چاہتے ہیں کہ بَعْد اَزْ مَرْگ (مرنے کے بعد) بھی دکھ اور مصیبت میں گرفتار رہیں۔ ہم اہل سنت بفضلہ تعالیٰ اہلِ اسلام کے خیر خواہ واقع ہوئے ہیں اسی لئے جس طرح ہم ان کی عالم دنیا میں خیر خواہی کرتے ہیں اسی طرح قبر و حشر میں ان کی نجات کے اسباب ڈھونڈتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے ان کی ہر طرح کی امداد کے لئے کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے چنانچہ ہمارے اور مخالفین کے اختلافات کو بنظرِ غائر (گہری نظر سے) ملاحظہ فرمائیں تو نتیجہ یہی نکلے گا۔

اسقاط کا طریقہ:

میت کی عمر کا اندازہ لگا کر مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال (نابالغ رہنے کی کم از کم مدت) کم کر دیئے جائیں بقیہ عمر میں اندازہ لگایا جائے کہ ایسے کتنے فرائض ہیں نہیں وہ نہ ادا کر سکا اور نہ ہی قضا۔ اس کے بعد ہر نماز کے لئے صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع (۱۷۵ روپے اور اٹھنی کا وزن) گندم یا ایک صاع (۳۵۱ روپے کا وزن) جو ہے (بہارِ شریعت، جاء الحق) یاد رہے کہ پانچ نمازوں کے ساتھ وتر کو بھی شمار کیا جائے گا۔ اس حساب سے ایک دن کی وتر سمیت چھ نمازوں کا فدیہ تقریباً بارہ سیر اور ایک ماہ (۳۰ دن) کا نو من اور شمسی سال کا ایک سو آٹھ من ہو گا۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر مرنے والے پر کئی سال کی نمازیں جمع ہوں تو اس کے لئے کتنی گندم دینی پڑے گی۔ اس دورِ فتنہ و فساد میں لاکھوں میں سے کوئی اللہ کا بندہ ہو گا جو اتنی بڑی مقدار مرنے والے کے لئے خیرات کرے ورنہ اکثریت ہرگز اتنی مقدار ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گی خصوصاً غرباء جن کے پاس اتنی گنجائش ہی نہیں ہو گی۔ حیلہ اسقاط کے مخالفین ہی بتا دیں کہ میت کی طرف سے بطورِ فدیہ کتنا غلہ خیرات کرتے ہیں اگر نہیں کرتے اور ہرگز نہیں کرتے اور حیلہ اسقاط کے ساتھ ویسے ہی خدا واسطے کی دشمنی ہوئی تو بھلا بتائیں کہ اس جہان سے کوچ کر جانے والوں کے ساتھ کیا ہمدردی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اور وہابی وغیرہ حضرات کو دارِ فانی سے رخصت ہونے والوں کے ساتھ کوئی خیر خواہی نہیں ہے اور نہ فقراء و غرباء کے لئے جذبۂ ہمدردی۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری آمدنی پر اثر پڑ جائے گا۔ اگر کوئی شخص حساب کے مطابق فدیہ ادا کر دے تو کیا ہی اچھا ہے ورنہ میت کا ولی زیادہ سے زیادہ نمازوں کا فدیہ جتنا ہو سکے نقد غلہ یا اور کوئی قیمت والی چیز چاہے قرآن مجید ہو بازار میں اس کے ہدیہ کا اعتبار کر کے فقیر کو دیتے ہوئے یہ نیت کرے:

کل حق من حقوق اللّٰہ تعالیٰ لزم علی ذمۃ ھذا المیت من الفرائض والواجبات والکفارات والمنذورات وغیر ذلک بعضھا ردی و بعضھا لم یودفا ازی ادی قبلھا اللّٰہ تعالیٰ بفضلہ العھیم وبجاہ سیدا لانبیاء و المرسلین والتی لم یؤدو

اللہ تعالیٰ کے حقوق فرائض وواجبات، کفارات اور منذورات (نظر/منت مانا ہوا) وغیرہ میں سے جو اس میت کے ذمہ لازم آئے ان میں سے کچھ ادا کر دیئے کچھ ادا نہیں کئے جو حقوق اس نے ادا کئے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور سید الانبیاء والمرسلین کے طفیل اور مسلمانوں کی اس جماعتِ حاضرہ کی دعا سے قبول فرمائے اور جو ادا نہیں کئے اور اس کے ذمہ باقی ہیں ان میں سے کچھ قابل فدیہ ہیں اور کچھ ناقابل فدیہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور اس میت سے درگذر فرمائے اور جو قابل فدیہ ہیں اور میت کے ذمہ باقی ہیں ان کے فدیہ میں یہ قرآن مجید اس نقد جنس سمیت دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اپنے جود و عطا سے درگذر فرمائے گا۔

دیگر حوالہ جات آتے ہیں۔

فائدہ: عربی عبارت یاد کر کے اسقاط کرائے یا اردو ترجمہ ہی سہی۔

آسان طریقہ:

مختصر طور پر صرف اتنا کہہ دے۔

اس میت کے ذمہ جو روزے اور نمازیں وغیرہ ہیں انہیں ساقط کرنے کے لئے میں قرآن مجید بمعہ نقد و جنس دیتا ہوں۔

فقیر قبول کرلے پھر یہ فقیر یہ فدیہ دوسرے فقیر کو دے دے یا ولی کو واپس کر دے اور ولی دوسرے فقیر کو دے دے اور پھر وہی کرے جو مذکور ہوا۔ اس طرح اتنی دفعہ ایک دوسرے کو دیا جائے کہ نماز روزہ وغیرہ کی تعداد کا فدیہ پورا ہو جائے۔

مزید توضیح:

میت پر سے نماز اور روزے کے اسقاط کے سلسلہ میں میت کا کوئی وارث یا کوئی خیر خواہ دوست یا رشتہ دار جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے گندم یا اس کی قیمت لے مثلاً ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ایک من بنتا ہے تو ایک من گندم یا اس کی قیمت لے اور وہ کسی مسکین کو اس کا مالک کر دے وہ مسکین یا تو دوسرے مسکین یا خود مالک کو بطورِ ہبہ دے دے وہ پھر اس فقیر کو صدقہ دے۔ ہر بار کے صدقہ میں ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا بار بار صدقہ کیا تو ایک سال کا فدیہ ادا ہوا اسی طرح چند بار گھمائے پورا فدیہ ادا ہو جائیگا۔

نمازوں کے فدیہ سے فارغ ہو کر اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ کا فدیہ ادا کریں۔ رحمتِ الٰہی سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اس طرح سے اپنے بندہ کو معاف فرمادے کیونکہ

رحمتِ حق بہانہ می جود وبہانہ می جوید

یہ طریقہ اسقاطِ حیلہ پر کیا گیا ہے اور حیلہ کی تحقیق آئندہ اوراق میں پیش کی جارہی ہے۔

تنبیھہ:

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پنجاب وغیرہ جو عام طور پر مروج ہے کہ مسجد سے قرآنِ پاک کا نسخہ منگایا اس پر ایک روپیہ رکھا اور چند لوگوں نے اس کو ہاتھ لگایا پھر مسجد میں واپس کر دیا اس سے نمازوں کا فدیہ ادا نہ ہوگا۔ (جاء الحق) (اس کی مزید تشریح فقیر نے خاتمہ میں عرض کر دی ہے)

ازالہ توھم:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی کوئی قیمت ہی نہیں لہٰذا جب قرآن شریف کا نسخہ خیرات کر دیا تو سب نمازوں کا فدیہ ادا ہو گیا مگر یہ غلط ہے کیونکہ اس میں اعتبار تو قرآن شریف کے کاغذ، لکھائی، چھپائی کا ہے اگر دو روپیہ کا یہ نسخہ ہے تو دو روپیہ کی خیرات کا ثواب ملے گا ورنہ پھر وہ حضرات جن پر ہزار روپیہ سالانہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ کیوں اتنا خرچ کریں صرف ایک قرآنِ پاک کا نسخہ خیرات کر دیا کریں۔ غرض یکہ یہ طریقہ صحیح ہے طریقہ صحیح نہ

ہونے کہ معنی یہ ہیں کہ اس سے اسقاط کا مقصد حاصل نہ ہو گا نہ یہ کہ حرام ہے۔ بلا دلیل کسی شے کو صرف اپنی رائے سے حرام کہنا تو فضلائے دیوبند ہی کا کام ہے بقدر خیرات و ثواب مل جائے گا اس پر مزید بحث آئندہ اوراق میں دیکھئے۔

نوٹ: ہم نے فدیہ کا جو وزن بیان کیا ہے کہ چھ نمازوں کے برابر دس سیر یہ ہر جگہ کے لئے نہیں ہے۔ ایک نماز کا فدیہ ۱۷۵ روپیہ اٹھنی بھر گندم ہوتی ہے ہر علاقہ کے لوگ اس سے اپنے یہاں کے سیر سے حساب لگالیں۔ (جاء الحق)

فصل: حیلہ لغت میں کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

(۱) بمعنی قوت وطاقت (۲) ہوشیاری ودور بینی (۳) کاموں کی تصرف کی قوت

اس کی جمع حیل آتی ہے اور اصطلاح شریعت میں ''وَهِيَ الْحِذْقُ فِي تَدْبِيرِ الْأُمُورِ، وَهِيَ تَقْلِيبُ الْفِكْرِ حَتَّى يَهْتَدِيَ إِلَى الْمَقْصُودِ''[۲]

(الاشباہ والنظائر)

حیلہ اس جائز طریقے کو کہتے ہیں جس سے ضرورتِ شرعیہ کو پورا کیا جا سکے اور دُور اندیشی سے معاملہ کا اس طرح انتظام کیا جائے کہ مقصد کی طرف راہ مل جائے اور یہاں لغوی معانی میں سے دوسرے معنی کی مناسبت سے حیلہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ جب دیکھا گیا کہ میت پر حقوقِ واجبہ بہت ہیں اور اگر ادا نہ کئے جائیں تو اسے سخت عذاب ہو گا اور ادائیگی میں بڑی رقم اور دولت جاتی ہے اس پر انسان نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے ایسا طریقہ اختیار کیا کہ جس سے میت کا عذاب رحمت سے بدل جائے جس سے امید پڑگئی اور خرچ میں کمی واقع ہوئی اور عبادات میں اس طرح کا نہ صرف ایک بلکہ سینکڑوں حیلہ جات کا ثبوت ملتا ہے جنہیں ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ ان شاء اللہ

اسقاط کا ثبوت قرآن سے:

اِسقاط کے متعلق آیتِ قرآنی میں واضح طور پر ارشاد ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَه فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْن۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۴)

ترجمہ: اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔

فدیے کی مقدار بیان ہو چکی ہے۔ فقہاءِ کرام نے فرمایا کہ جب شیخ فانی کی طرف سے روزے کا فدیہ دینا جائز ہے حالانکہ امکان ہے کہ کسی وقت اسے روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہو جائے مردہ تو یکسر عاجز ہو چکا ہے اس سے اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اس کی طرف سے فدیہ دیا جائے اگر اس نے وصیت کر دی ہے کہ وارثوں پر تَرْکہ (مردے کا چھوڑا ہوا مال ومتاع) کے تیسرے حصے سے نہ صرف روزوں کا بلکہ نمازوں کا فدیہ بھی ادا کرنا لازم ہو گا اور اگر وصیت نہیں کی تو اپنے طور پر فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

[۲] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، الباب الثانی فی الصوم، ۱/۳۵۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹م)

سوال: یہ صحیح ہے کہ روزے کے عوض گندم وغیرہ کو بطورِ فدیہ دینا قرآنِ مجید سے ثابت ہے لیکن یہ ایسا مسئلہ ہے جسے صرف عقل سے نہیں جانا جاسکتا کیونکہ عقل تو صرف یہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ روزے کے بدلے روزہ رکھ لیا جائے یہ فیصلہ نہیں کرسکتی کہ روزے کے بدلے کھانا کھلانا کافی ہوگا اور قاعدہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اگر ایسا حکم ثابت ہو جو عقل سے نہ جانا جاسکے تو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ تم نے روزے کے فدیے پر قیاس کرکے یہ فیصلہ کیسے کردیا ہے کہ اگر مرنے والے نے وصیت کردی ہو تو اس کی نمازوں کا فدیہ بھی وارث پر ادا کرنا ضروری ہے۔

جواب: نماز کے فدیے کو روزے کے فدیے پر قیاس نہیں کیا گیا بلکہ یہ حکم احتیاط کے تحت دیا گیا ہے کہ جس طرح شیخ فانی (وہ شخص جو انتہائی کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو نہ آئندہ طاقت کی امید ہے) اس سے اللہ تعالیٰ روزے کے بدلے میں فدیہ قبول کرلیتا ہے۔ اسی طرح اگر نماز کی طرف سے بھی فدیہ قبول کرلے تو اس کے لطف وکرم سے کوئی بعید نہیں (اور یہی مقصود ہے) اور اگر نماز کی طرف سے قبول نہ فرمائے تو صدقے کا ثواب بہر حال رہے گا جس سے غالباً کسی دیوبندی وہابی کو بھی انکار نہ ہوگا۔ بادشاہ عالمگیر کے استاذ ملا جیون رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی شہرۃ آفاق کتاب نور الانوار صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں:

الصلٰوۃ نظیر الصوم بل اھم منه فی الشان والرفعة فامرنا الفدیة عن جانب الصلٰوۃ فان کفت عنھا عنداللہ فیھا والافله ثواب الصدقة ولھذا قل محمد فی الزیادات تجزۂ ان شاء اللہ تعالیٰ والمسائل القیاسیة لا تعلق لھا بالمشیة[3]

نماز روزے کی طرح ہے بلکہ شان ورفعت میں اس سے بھی اہم ہے۔ اس لئے ہم نے کہا کہ نماز کی طرف سے فدیہ دینا چاہیے۔ اگر یہ فدیہ عنداللہ نماز کی طرف سے مقبول ہو اتوفَبِہا (بس بہت مناسب) ورنہ صدقے کا ثواب ان شاء اللہ مل ہی جائے گا۔ قیاسی مسائل میں ان شاء اللہ نہیں کہا جاتا۔

ان شاء اللہ اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ احتیاط کی بناء پر فیصلہ کیا گیا ہے اور جو مسائل قیاس سے بیان کئے جائیں ان کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں لکھا جاتا۔

قرآنِ مجید سے حیلہ اسقاط کی تاریخی اور شرعی حیثیت: حیلے میں قرآنِ مجید کا شامل کرنا ناجائز نہیں بلکہ امید مغفرت کے لئے باعث تقویت ہے۔ اولاً اس لئے کہ قرآن مجید کا ہدیہ، کاغذ اور طباعت کے اعتبار سے بازار میں مقرر ہوتا ہے جب دوسری چیز غلہ وغیرہ فدیے میں دی جاسکتی ہے تو قرآن مجید ہدیے کے لحاظ سے کیوں نہیں دیا جاسکتا آخر وہ بھی تو مال مُتَقَوِّم (قدر وقیمت رکھنے والا) ہے جب گندم وغیرہ دینے سے امید مغفرت ہے تو قرآن مجید دینے سے یہ توقع کیوں نہیں ہوسکتی۔ امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے کسی نے عرض کیا کہ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن کریم دیا جاتا ہے اس میں کُل کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہیں؟

ارشاد:

جتنی قیمت قرآنِ عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائیگا۔[4] (احکامِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۴۵، فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۹۷)

---

[3] (نور الانوار، ۱/29، دار الکتب العلمیة، بیروت–لبنان الطبعة: الأولی، 1995م)

[4] (احکام شریعت، ۱/۲۳۵، نظامیه کتاب گھر لاھور، سن طباعت، ۲۰۰۹م)

ثانیاً اس لئے کہ فقیہ جلیل امام الہدیٰ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ فرماتے ہیں:

حدثنا العباس بن سفيات عن إبن علية من ابن عون عن محمد عن عبد الله قال قال عمر ايها المؤمنون اجعلو القرآن وسيلة لتجاة الموتى نتحلقوا و قولوا اللهم اغفر لهذا الميت بحرمة القرآن المجيد وتناولوا بأيديكم متناوبة وفعل عمر رضى الله تعالى عنه في آخر الخلافة بمثله في زمانه لامرأة ملقبة بحبيبة بنت عريد زوجة قلاب بجزء من القران من مالى الى عم يتساءلون وشاع فعله في زمان خلافة عثمان بإنكار مروان ببغداد و قال الامام السمرقندي ثم اشتهر في خلافة هارون الرشيد من غير امكار نكير دوران القرآن الحيلة الاسقاط فاصله ثابت عن عمروان لم يذكر في الكتب المشهورة من الاحاديث و لكنه مذكور في بعض الكتب من التواريخ بسند قوى ـ[5]

یعنی ہمیں عباس بن سفیان نے ابن علیہ سے روایت کی انہوں نے ابن عون سے انہوں نے محمد سے انہوں نے عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ایمان والو! تم قرآن کو مُردوں کی نجات کا وسیلہ بناؤ لہٰذا دائرہ بنا کر عرض کرواے اللہ اس میت کو قرآن مجید کے صدقے بخش دے اور یکے بعد دیگرے قرآنِ مجید لیتے جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر خلافت میں اسی طرح قلاب کی زوجہ حبیبہ بنت عرید کے لئے قرآن مجید کے ایک حصے مالی سے عم یتساءلون تک دور کروایا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں مروان کے انکار پر بغداد میں یہ طریقہ شائع ہوا۔ امام سمرقندی کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دورِ خلافت میں بغیر کسی انکار کے حیلہ اسقاط کے لئے قرآنِ مجید پھیر نا رائج ہوا۔ اس کا اصل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اگرچہ حدیث کی مشہور کتب میں نہیں لیکن تاریخ کی بعض کتب میں قوی سند کے ساتھ مذکور ہے۔

چنانچہ صاحب فتوح نے اور دو سندوں سے یہی روایت ذکر کی ہے۔

سوال: فتاویٰ سمرقندی کی عبارت تمہارے لئے مفید نہیں کیونکہ صاحبِ فتاویٰ ابو اللیث سمرقندی اگرچہ بہت بڑے فقیہہ تھے مگر فنِ روایت وحدیث میں ان کا کوئی اعتبار نہیں نیز دوسری سند صاحب فتوح کے حوالے سے بیان کی گئی ہے اور صاحبِ فتوح محمد بن عمر واقدی محدثین کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ دوسری اور تیسری سند کے اکثر رُواۃ (راوی) یا تو غیر معتبر ہیں اور یا ہمیں اُن کا پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون تھے اور ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ نامعلوم لوگوں سے دین لیتے پھریں۔ (راہ سنت)

جواب: اسے کہتے ہیں تعصب اور خودرائی کہ جسے چاہا مَجرُوح (وہ راوی جس پر شک کیا گیا ہو) کہہ دیا اور جسے چاہا یہ کہہ کر رد کر دیا کہ چونکہ ہمیں اس کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا اس لئے غیر معتبر مثلاً اسی ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کو لے لیجئے ان کی فقاہت معترض کے نزدیک بھی مسلم ہے تاہم علامہ وقت، ادیبِ کامل علامہ خفاجی متوفی ۱۰۲۹ھ کا فرمان ان کے متعلق ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

[5] (الفجر الصادق في الرد على منكري التوسل والكرامات والخوارق، البحث في الحيلة الاسقاط، ص۴۴، مطبعة الواعظ بمصر سنة ۱۳۲۳ھ)

السمرقندی هذا ھوالامام الجلیل المعروف بامام الھدیٰ و ھو نصر بن محمد بن احمد بن ابراھیم الفقیه الحنفی و المشھور صاحب التصانیف الجلیة کالتفسیر والنوازل وخزانة الفتاویٰ و تنبیه الغافلین والبستان توفی بلیلة الاخدیٰ عشرة خلت من جمادی الاخر ۳۷۳ھ ثلث وسبعین و ثلاث مائة۔[6] (نسیم الریاض شرح شفاء)

سمرقندی یہی وہ امام جلیل ہیں جو امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نصر ابن محمد بن احمد بن ابراہیم مشہور حنفی اور جلیل تصانیف کے مصنف ہیں چنانچہ تفسیر اور نوازل اور خزانۃ الفتاویٰ، تنبیہ الغافلین اور بستان آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کی وفات جمادی الاخری کی گیارہویں شب ۳۷۳ھ میں ہوئی۔[7]

(مقدمہ مفید المفتی صفحہ۲۱)

ان کی حدیث دانی، قوتِ حافظہ اور تقویٰ و پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ لاکھ حدیث کے حافظ تھے علوم صفار سے حاصل کئے، آپ تمام عمر میں کبھی جھوٹ نہیں بولے۔ آپ کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کتب امام محمد و امام وکیع و ابن مبارک و امالی امام ابو یوسف آپ کو حفظ تھی بستانِ العارفین وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

مقامِ غور ہے کہ جس شخصیت کا فقہ، حدیث دانی، خداداد یادداشت، نیکی و وَرَع (خدا کے خوف) میں اس قدر بلند مقام ہو اسے فنِ حدیث و روایت میں بالکل غیر معتبر قرار دینا کچھ آسان نہیں مگر بُرا ہو تعصب اور خود غرضی کا جو آدمی کو دیانت و انصاف کے اُصولوں سے اندھا کر دیتے ہیں۔ امام واقدی کے بارے میں اگرچہ محدثین مختلف خیالات رکھتے ہیں مگر قدوۃ الاحناف محقق علی الاطلاق ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر باب الماء الذی یجوز به الوضوء میں فرماتے ہیں:

عَنْ الْوَاقِدِيِّ قَالَ: كَانَتْ بِئْرُ بُضَاعَةَ طَرِيقًا لِلْمَاءِ إلَى الْبَسَاتِينِ، وَهَذَا تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ عِنْدَنَا إذَا وَثَّقْنَا الْوَاقِدِيَّ، أَمَّا عِنْدَ الْمُخَالِفِ فَلَا لِتَضْعِيفِهِ۔[8] (فتاویٰ رضویہ جلد ثانی مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۲۲۱ جلد رابع مطبوعہ مبارک پور صفحہ ۲۰)

امام واقدی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیر بضاعۃ باغوں کی سمت پانی کا راستہ تھا اس سے ہمارے نزدیک حجۃ ثابت ہے جبکہ ہم نے واقدی کی توثیق کی مخالف چونکہ انہیں ضعیف کہتے ہیں ان کے نزدیک دلیل قائم نہیں ہو گی۔

والصحیح فی الواقدی التوثیق قال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید فی الامام جمع شیخنا ابو الفتح الحافظ فی اول کتابه المغازی والسیر من ضعفه ومن ثقه ورجح توثیقه وذکر الاجوبة عما قیل فیه[9]

(غنیۃ المتملی للشیخ ابراہیم حلبی مصری صفحہ ۹۵)

---

[6] (نسیم الریاض، الباب الاول فی ثناء الله تعالی علیه و اظهار عظیم قدره لدیه، ۱/۱۳۸، دار الکتب العلمیة الطبعة الاولی)

[7] (مفيد المفتي، مقدمة، أبو الليث سمر قندي، ص۳۱، مکتبه عثمانیه، کانسی روڈ، کوئٹه)

[8] (فتح القدیر، کتاب الطهارة، باب الماء الذی یجوز به الوضوء، ۱/۷۸، الناشر: دار الفکر)

[9] (غنیة المتملی، باب شرائط الصلاة/الشرط الاول: الطهارة من الحدث، ۱/۱۸۷، الناشر: دار الفکر)

فتاویٰ سمر قندی کی روایت کو موضوع اور جعلی قرار دینا علم حدیث میں بے مائیگی اور بے بصیرت ہونے کی روشن دلیل ہے۔ کیا اگر آپ کو ایک راوی کا پتہ نہیں چل سکا تو وہ حدیث جعلی ہو جائے گی آپ کو کس نے اس وہم میں مبتلا کر دیا ہے کہ آپ بھی وقت کے ابن حجر ہیں یا ابن حنبل ہیں حتی کہ آپ کو اگر کسی راوی کا پتہ نہ چل سکے تو وہ غیر معتبر ہو جائے۔ رہے دیگر وجوہ تو ان سے محض ضعف ثابت ہوتا ہے جس کا تدارک تعدد روایت سے ہو جاتا ہے اور خود حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

والذی یصلح للتعویل علیہ ان یقال اذا وجد حدیث فی فضیلۃ عمل من الاعمال لا یحتمل الحرمۃ والکراھیۃ یجوز العمل بہ...... رجاءً للثواب [10]

اس بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ جب ایسے عمل کی فضیلت میں حدیث وارد ہو جائے جو کہ حرمت و کراہت کا احتمال نہ رکھتا ہو اس حدیث پر امید ثواب سے عمل جائز ہے۔

مسئلہ اِسقَاط پر اقوالِ علمائے امت:

آیت مذکورہ کے تحت اصولی مفسر حضرت ملا احمد جیون خدا ترس عالمگیر بادشاہ کے استاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیراتِ احمدیہ میں لکھا کہ

والصلوٰۃ نظیر الصوم بل اھم منہ فامرناہ بالفدیۃ احتیاطاً ورجونا القبول من اللہ تعالیٰ فضلا [11]

نماز روزے کی مثل بلکہ اس سے بھی اہم فلہذا ہم نے اس میں بھی فدیہ کا احتیاطاً حکم دیا اور رب تعالیٰ کے فضل سے قبولیت کی امید ہے۔

(وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ فَأَوْصَى بِهِ أَطْعَمَ عَنْهُ وَلِيُّهُ لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ) لِأَنَّهُ عَجَزَ عَنْ الْأَدَاءِ وَالصَّلَاةُ كَالصَّوْمِ بِاسْتِحْسَانِ الْمَشَايِخِ ، وَكُلُّ صَلَاةٍ تُعْتَبَرُ بِصَوْمِ يَوْمٍ [12]

جو شخص مر جائے اور اس پر رمضان کی قضاء ہے اس نے وصیت کی تو اس کی طرف سے اس کا ولی ہر دن کے عوض ایک مسکین کو نصف صاع [13] گیہوں یا ایک صاع خُرمے (کھجور) یا جَو دے دے کیونکہ میت اب اس کی ادائیگی سے مجبور ہے اسی طرح نماز روزے کی طرح ہے مشائخ کے استحسان کی بناء پر اور ہر نماز کا ایک روزے کی مقدار کا اعتبار ہو گا۔

مدارسِ عربیہ کے نصاب کی درسی مشہور کتاب شرح وقایہ میں ہے: وفدیۃُ کلِّ صلاۃٍ کصومِ یومٍ ھو الصَّحیح [14]

---

[1] (نسیم الریاض، الباب مقدمۃ کتاب الشفاء، ۱/۷۶، دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ الاولی)

[1] (التفسیرات الأحمدیۃ، تحت آیت سورۃ البقرۃ ۱۸۴، ۱/۷۰، دار الکتب العلمیۃ)

[2] (الهدایة في شرح بدایة المبتدي، فصل في من کان مریضا في رمضان، ۱/۱۲۴، دار احیاء التراث العربي بیروت لبنان)

[3]) ایک وزن یا پیمانہ، جو تقریباً تین یا ساڑھے تین سیر اور بعض کے نزدیک ۳ سیر ایک چھٹانک یا ۲۳۴ تولے کے برابر ہوتا ہے، جو یا گندم ناپنے کا ایک پیمانہ۔

[4] (عمدۃ الرعایۃ بتحشیۃ شرح الوقایۃ، کتاب الصوم، ۳/۲۹۱، مرکز العلماء العالمي للدراسات وتقنیۃ المعلومات)

ہر نماز کا فدیہ ایک دن کے روزے کی طرح ہے اور یہی صحیح ہے۔

طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے:

اعلم أنه قد ورد النص في الصوم بإسقاطه بالفدية واتفقت كلمه المشايخ على أن الصلاة كالصوم استحسانا لكونها أهم منه وإنما الخلاف بينهم في أن صلاة يوم كصومه أو كل فريضة كصوم يوم وهو المعتمد إذا علمت ذلك تعلم جهل من يقول ان إسقاط الصلاة لا أصل له إذ هذا إبطال للمتفق عليه بين أهل المذهب [۱۵]

جان لو کہ روزے میں تو نص وارد ہے کہ فدیہ سے روزہ کا اسقاط ہوتا ہے لیکن نماز کے متعلق مشائخ کا اجماع ہے کہ نماز روزے کی طرح ہے اِستِحسان (بھلائی) کے طور پر اور جب تمہیں معلوم ہو گیا اب اس سے واضح ہو گئی جہالت اس کی جو کہتا ہے کہ نماز کے بعد اسقاط کا کوئی اصل نہیں اس لئے یہ تو مذہب اجماع کو باطل کرتا ہے۔

شرح الیاس میں ہے: ويعتبر فدية كل صلوٰة فائت كصوم يوم اى كفدية يوم

ہر فوت شدہ نماز کے فدیہ کا اعتبار ایک دن کے روزے پر ہے یعنی ایک دن کے روزے کی طرح ہے۔

منار متن نورالانوار میں ہے: وَوُجُوب الفدية في الصّلاة للاختياط [۱۶]

نماز میں فدیہ کا واجب ہونا احتیاطاً ہے۔

لمعات شرح مشکوٰۃ میں سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وذهب الجمهور إلى أنه لا يصام عنه، وبه قال أبو حنيفة ومالك والشافعي في أصح قوليه عن أكثر أصحابه، وأولوا الحديث بأن المراد إطعام الولي عنه وتكفيره عنه، [۱۷]

اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مردے سے روزے نہ رکھے جائیں یہی قول ابو حنیفہ و مالک و شافعی کا ہے اور آپ کے اصحاب کے دو قولوں میں صحیح یہی ہے اور حدیث کے بقول اس سے مراد طعام (کھانا) کھلانا اور کفارہ دینا ہے۔

حیلہ اسقاط کے مروجہ طریقہ کا ثبوت: قرآن مجید سمیت نقد اور غلہ ایک دوسرے کو دے اور وہ تیسرے کو دے۔ یہ فعل اس کثرت سے اور تعداد سے کہ عمر بھر کے فرائض کے فدیے کی مقدار پوری ہو جائے اس کے متعلق فقہ کی ہر چھوٹی بڑی کتاب متون و شروح اور فتاویٰ میں موجود ہے چنانچہ بطورِ نمونہ چند حوالے مندرج ہیں۔

نور الایضاح صفحہ ۲۶۳ مع حاشیہ طحطاوی میں تو مروجہ اِسقاط کے لئے ایک خاص فصل مقرر فرمائی ہے چنانچہ لکھا کہ

[۵] (حاشية الطحطاوي، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ۴۳۶/۱، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ ۱۹۹۷م)

[۶] (نور الانوار، ۱۶۳/۱، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ۲۰۱۷م)

[۷] (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصوم، باب القضاء: الفصل الاول، ۴۶۵/۴، دار النوادر، دمشق – سوريا، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۵هـ ۲۰۱۴م)

فصل في إسقاط الصلاة والصوم [18] یعنی یہ فصل نماز وروزہ کے اسقاط میں ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

ولا يصح أن يصوم ولا أن يصلي عنه الحيلة لإبراء ذمة الميت وإن لم يف ما أوصى به عما عليه يدفع ذلك المقدار للفقير فيسقط عن الميت بقدره ثم يهبه الفقير للولي ويقبضه ثم يدفعه للفقير فيسقط بقدره ثم يهبه الفقير للولي ويقبضه ثم يدفعه الولي للفقير وهكذا حتى يسقط ما كان على الميت من صلاة وصيام [19]

یعنی نہ اس کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور اگر فدیے کے طور پر دینے کی وصیت کی اور وہ مال اس کے فرائض کے لئے ناکافی ہے یا اس کے ترکہ کا تیسرا حصہ ناکافی ہے (یا وصیت ہی نہیں کی) تو میت کی نجات دلانے کا حیلہ یہ ہے کہ وہ مقدار فقیر کو دے دے اس کے برابر میت کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائیں گے پھر وہ فقیر ولی کو ہِبَہ (نذر) کر دے اور ولی قبض کر کے پھر فقیر کو دے دے اس کے برابر اور فرائض ساقط ہو جائیں گے پھر فقیر ولی کو ہبہ کر دے ولی پھر فقیر کو دے یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہے کہ میت کے تمام روزے اور نمازیں ساقط ہو جائیں۔

در مختار میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ

ولو لم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لفقير ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم [20]

اگر میت نے کچھ مال نہیں چھوڑا تو وارث نصف صاع گندم لے کر فقیر کو دے دے فقیر وارث کو دے دے اور وارث فقیر کو حتی کہ مقدار پوری ہو جائے۔

اس کی شرح ردالمختار میں علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

والأقرب أن يحسب ما على الميت ويستقرض بقدره، بأن يقدر عن كل شهر أو سنة أو يحتسب مدة عمره بعد إسقاط اثنتي عشرة سنة للذكر وتسع سنين للأنثى لأنها أقل مدة بلوغهما، فيجب عن كل شهر نصف غرارة قمح بالمد الدمشقي من زماننا لأن نصف الصاع أقل من ربع مد، فتبلغ كفارة ست صلوات لكل يوم وليلة نحو مد وثلث، ولكل شهر أربعون مدا وذلك نصف غرارة، ولكل سنة شمسية ست غرائر، فيستقرض قيمتها ويدفعها للفقير ثم يستوهبها منه ويتسلمها منه لتتم الهبة ثم يدفعها لذلك الفقير أو لفقير آخر وهكذا، فيسقط في كل مرة كفارة سنة، وإن استقرض أكثر من ذلك يسقط بقدره وبعد ذلك يعيد الدور لكفارة الصيام ثم للأضحية ثم للأيمان، لكن لا بد في كفارة الأيمان من عشرة

---

۱۸) (نور الإيضاح ونجاة الأرواح، كتاب الصوم، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ۷۳/۱، دار الحكمة، سنة النشر: ۱۹۸۵)

۱۹) (نور الإيضاح ونجاة الأرواح، كتاب الصوم، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ۷۳/۱، دار الحكمة، سنة النشر: ۱۹۸۵)

۲۰) (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الصلاة، باب: قضاء الفوائت، ۹۸/۱، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲م)

مساكين، ولا يصح أن يدفع للواحد أكثر من نصف صاع في يوم للنص على العدد فيها، بخلاف فدية الصلاة فإنه يجوز إعطاء فدية صلوات لواحد[۲۱]

یعنی اس کا آسان طریقہ ہے کہ حساب کرے کہ میت پر کتنی نمازیں اور روزے وغیرہ ہیں اور اس اندازے سے قرض لے اس طرح کہ ایک ایک مہینہ یا ایک ایک سال کے اندازہ لے یا میت کی کُل عمر کا اندازہ کرلے اور پوری عمر میں سے بلوغ کی کم از کم مدت مرد کے لئے بارہ سال ہے اور عورت کے لئے نو سال فرضع کردے پھر حساب کرلے تو ہر مہینہ کی نمازوں کا فدیہ نصف عزارہ ہوگا (فتح القدیر دمشقی مدسے) اور ہر شمسی سال کا کفارہ ۶ عزارہ ہوا۔ پس وارث اس کی قیمت قرض لے اور فقیر کو اسقاط کے لئے دے پھر فقیر اس کو دے دے اور وارث ہبہ قبول کرکے مَوہُوب (ہبہ کیے ہوئے) پر قبضہ کرلے پھر وہی قیمت اسی فقیر کو یا دوسرے کو فدیہ میں دے اسی طرح دَورَہ (پھیری) کرتا رہے تو ہر دفعہ میں ایک سال کا کفارہ ادا ہوگا اور اس کے بعد روزہ اور قربانی کے کفارہ کے لئے دورہ کرے پھر کفارہ یَمین (قسم) کے لئے لیکن کفارہ قسم میں دس مسکینوں کا ہونا ضروری ہے بخلاف فدیہ نماز کے کہ اس میں چند نمازوں کا فدیہ ایک شخص کو دے سکتا ہے۔

یہ بالکل وہی طریقہ ہے جو ہم اہل سنت (بریلوی) عمل میں لاتے عوام کو بتاتے ہیں نیز کتابوں میں لکھتے ہیں۔

علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ در مختار میں شرح میں فرماتے ہیں:

فما يفعل الان من تدوير الكفارة بين الحاضرين وكل يقول الاخر وهبت هذه الدراهم لاسقاط ماعلى ذمة فلان من الصلوة والصيام ويقبله الاخر صحيح۔[۲۲] (طحطاوی شرح درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۸۷)

اب جو کفارہ اور فدیہ حاضرین کے درمیان پھیرا جاتا ہے اور ہر شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ رقم میں نے میت کے ذمہ سے نماز وروزہ ساقط کرنے کے لئے تمہیں دی اور دوسرا قبول کرلیتا ہے صحیح ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

أَرَادَ الْفِدْيَةَ عَنْ صَوْمِ أَبِيهِ أَوْ صَلَاتِهِ وَهُوَ فَقِيرٌ يُعْطِي مَنَوَيْنِ مِنْ الْحِنْطَةِ فَقِيرًا ثُمَّ يَسْتَوْهِبُهُ ثُمَّ يُعْطِيهِ وَهَكَذَا إلَى أَنْ يُتِمَّ.[۲۳]

مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے:

فحيلته لإبراء ذمة الميت عن جميع ما عليه أن "يدفع ذلك المقدار" اليسير ليسير بعد تقديره لشيء من صيام أو صلاة أو نحوه ويعطيه "للفقير" بقصد إسقاط ما يريد عن الميت "فيسقط عن الميت بقدره ثم" بعد قبضه "يهبه الفقير للولي" أو

---

[۲۱] (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب: قضاء الفوائت، ۲/۷۳، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م)

[۲۲] (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: ، كتاب الصلاة، ۱/۳۰۸، دار المعرفة للطباعة والنشر)

[۲۳] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ: ، الْفَنُّ الْخَامِسُ: الْحِيَلُ، باب: السادس في النكاح، ۱/۳۵۱، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹م)

للأجنبي "ويقبضه" لتتم الهبة وتملك "ثم يدفعه" الموهوب له "للفقير" بجهة الإسقاط متبرعا به عن الميت "فيسقط" عن الميت "بقدره" أيضا "ثم يهبه الفقير للولي" أو للأجنبي "ويقبضه ثم يدفعه الولي للفقير" متبرعا عن الميت "وهكذا" يفعل مرارا "حتى يسقط ما كان" يظنه "على الميت من الصلاة والصيام" ونحوهما مما ذكرناه من الواجبات وهذا هو المخلص في ذلك إن شاء الله تعالى بمنه وكرمه [24]

عالمگیری میں ہے:

وَإِنْ لَمْ يَتْرُكْ مَالًا يَسْتَقْرِضُ وَرَثَتُهُ نِصْفَ صَاعٍ وَيُدْفَعُ إلَى مِسْكِينٍ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ الْمِسْكِينُ عَلَى بَعْضِ وَرَثَتِهِ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ ثُمَّ وَثُمَّ حَتَّى يُتِمَّ لِكُلِّ صَلَاةٍ مَا ذَكَرْنَا، كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ [25]

فائدہ: ان کے ترجمے وہی ہیں جو ہم نے پہلے بارہا لکھے ہیں۔

درۃ البرز میں امام محمد کی کتاب الحیل سے منقول ہے:

قال الامام محمد اسهل طريقة ان يبيع الوارث على الفقير له ثم فثم حتى يستم لعل اللّٰه يجعله فدية فى مقابلة

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حیلہ اسقاط کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وارث ایک صحیح قرآن پڑھنے کے قابل کسی فقیر کے پاس.......پر فروخت کردے پھر فقیر وارث کو ہبہ کرے یہ سلسلہ یہاں تک ہو کہ میت کے فرائض کے کفارے کی مقدار پوری ہو جائے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ میت کی نمازوں، روزوں اور زکوٰۃ کا فدیہ بنادے۔

طحطاوی میں ہے:

وهكذا "يفعل مرارا "حتى يسقط ما كان "يظنه "على الميت من الصلاة والصيام "ونحوهما مما ذكرناه من الواجبات وهذا هو المخلص في ذلك إن شاء الله تعالى [26]

قبض وبسط کا تکرار ہونا چاہیے یہاں تک کہ گمان نہ رہے کہ اب میت پر کچھ حق اللہ (نماز وروزہ وغیرہ) ہو گا اور یہ اس کی نجات کا موجب ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ملا فیض عالم بن جیون رحمہا اللہ وجیز الصراط صفحہ ۶۱ میں لکھتے ہیں کہ

پس حیله برائے بری الذمه کردن میت از جمیع ما علیه ایں ست که اولا مقررکندایں مقداریسیر رابرائے چیزے ازنمازیا روزه یا غیرہما که برذمه میت بودند وبدہد ایں مقداررابمسکینی بقصد اسقاط آں چیزکه رد کرده شو ازمیت پس ساقط

---

[24] (مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ١٧٠/١، لمكتبة العصرية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥هـ ٢٠٠٥م)

[25] (الفتاوى الهندية، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ١٧٠/١، دار الفكر، الطبعة: الثانية، ١٣١٠هـ)

[26] (حاشية الطحطاوي، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ٤٣٩/١، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ١٩٩٧م)

خواہند شد واجبات فوتیه ازذمه میت بایں قدرپس بعدازقبض فقیربه بخشد آں مقداررا بولی یا باجنبی وقبض کندولی یا اجنبی تاکه ببه تمام شود ومالک گردد وبازو بازبخشد موہوب له بفقیر برائے اسقاط میت متبرعاً به عنه پس ساقط خواہند شدازمیت بقدرآں مقدارنیزبازبخشند فقیر برائے ولی یا برائے اجنبی وقبض کند ولی یا اجنبی پس بازبدہد ایں ولی بایں فقیر متبرعاً عن المیت و ایں چنین کندبارباتاآنکه ساقط شود ازذمه میت آں واجبات فوتیه که درظن ایں کس برآں میت لازم بودند ہذا ہو المخلص فی ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ بمنه وکرمه

الدر المنتقی میں ہے:

انھم اذا ارادوا الاخراج عنه یحسب عمرہ بغلبة الظن ویخرج مدة الصبا وھی اثنا عشر فی الغلام و تسعه فی الانثی ویخرج عنه بقدرھا ان کان غلاھم مایکفی والا تدفع مرارا

اہل اسلام جب اس سے حیلہ اسقاط کرتے تو اس کی عمر کا حساب لگاتے لیکن اس سے بچپن کا وقت ۱۲ سال اور لڑکی کا ۹ سال نکال لیتے اگر وہ صاحبِ ثَرْوَت (مالدار) ہو تا تو ورنہ اس کو باری باری فقراء کی تَمْلِیک (ملکیت) کیا جاتا۔

باب دوم: شرعی حیله کاثبوت ازقرآنِ پاک

(فصل اول)

ہمارا مسلک ہے کہ حرام کو دفع کرنے یا ضرورتِ شرعیہ کو پورا کرنے کے لئے حیلہ جائز ہے۔ چند ایک آیت قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں۔

جب حضرت ایوب علیہ السلام نے دیر سے آنے پر اپنی اہلیہ محترمہ کو سو لکڑیاں مارنے کی قسم کھائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۴۴)

ترجمہ: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔

فائدہ: کیا یہ حیلہ کی تعلیم نہیں ہے؟

حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے ساتھ ہی یہ ارادہ تھا کہ حقیقت کا انکشاف نہ ہو اس لئے یہ حیلہ اختیار فرمایا کہ شاہی پیالہ حضرت بنیامین کے کجاوے میں رکھوا دیا اور تلاش سے پہلے بھائیوں سے پوچھ لیا کہ چور کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مال کا مالک چور کو غلام بنا لے تلاشی ہوئی پیالہ مل گیا۔ اس طرح آپ نے حضرت بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا حالانکہ مصر کے قانون میں گنجائش نہ تھی۔[27] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۷۶)

---

[27] (الدر المنثور، سورۃ یوسف تحت آیت ۷۶، الباب ۲۹، ۵۶۱/۴، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ خدا چاہے۔

ملاحظہ ہو کیا خوب حیلہ سکھایا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے وعدہ کیا تو کہا: سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا۔ (پارہ ۱۵، سورۃ الکھف، آیت ۶۹)

ترجمہ: کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان شاء اللہ کی قید کا اضافہ کر کے اپنے کلام کو جھوٹ ہونے سے بچا لیا یہ بھی ایک حیلہ تھا۔

فائدہ: انہی آیات سے ہمارے ائمہ مجتہدین فقہاءِ احناف نے بھی شرعی حیلہ پر استدلال کیا ہے چنانچہ یہی آیات شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبسوط جلد ۳۰ صفحہ ۲۰۹ پر ذکر کی ہیں بلکہ ان آیات پر کوئی معمولی سا شبہ ہوتا تھا تو بھی اس کا دفعیہ فرمایا۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب عالمگیری کتاب الحیل میں ہے کہ عَامَّةُ الْمَشَایِخِ عَلَى أَنَّ حُكْمَهَا لَيْسَ بِمَنْسُوخٍ وَهُوَ الصَّحِيحُ مِنَ الْمَذْهَبِ [28]

اور عام مشائخ اس پر ہیں کہ اس آیت کا حکم منسوخ نہیں۔

بلکہ ہمارے فقہاءِ کرام نے اپنی تصانیف میں شرعی حیلہ کے جواز کے لئے مستقل باب باندھے ہیں چنانچہ عالمگیری میں حیلوں کا ایک مستقل باب ہے جس کا نام کتاب الحیل ہے چنانچہ وہاں پر حیلہ شرعی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَنَّ كُلَّ حِيلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِإِبْطَالِ حَقِّ الْغَيْرِ أَوْ لِإِدْخَالِ شُبْهَةٍ فِيهِ أَوْ لِتَمْوِيهِ بَاطِلٍ فَهِيَ مَكْرُوهَةٌ وَكُلُّ حِيلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِيَتَخَلَّصَ بِهَا عَنْ حَرَامٍ أَوْ لِيَتَوَصَّلَ بِهَا إلَى حَلَالٍ فَهِيَ حَسَنَةٌ. وَالْأَصْلُ فِي جَوَازِ هَذَا النَّوْعِ مِنَ الْحِيَلِ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى {وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ} وَهَذَا تَعْلِيمُ الْمَخْرَجِ لِأَيُّوبَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ [29]

یعنی جو شخص کسی کا حق مارنے یا اس میں شبہ پیدا کرنے یا باطل سے فریب دینے کے لئے کیا جائے وہ مکروہ ہے اور جو حیلہ اس لئے کیا جائے کہ اس سے آدمی حرام سے بچ جائے یا حلال کو پالے وہ اچھا ہے۔ اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اُس سے مار دو۔ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کو قسم سے بچنے کی تعلیم تھی۔

انصاف کیجئے جس طرح ہم نے حیلہ شرعی کا بیان اور اُس کی تعریف کی ہے وہی ہمارے معتبر فقہاء لکھ رہے ہیں اس سے حقانیت اہل سنت (بریلوی) کا خوب اندازہ لگائیں۔ اسی طرح الاشباہ والنظائر میں کتاب الحیل میں وضع فرمائی۔ مجتہد فی المذہب حضرت امام متوفی ۱۸۹ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہی کتاب الحیل (شرعی حیلوں کی کتاب) رکھا۔ [30]

---

[28] (الفتاوى الهندية، [الْفَصْلُ الثَّانِي فِي مَسَائِلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ]، ٦/٣٩٠، دار الفكر، الطبعة: الثانية، ١٣١٠هـ)

[29] (الفتاوى الهندية، [الْفَصْلُ الثَّانِي فِي مَسَائِلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ]، ٦/٣٩٠، دار الفكر، الطبعة: الثانية، ١٣١٠هـ)

[30] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ: ، الْفَنُّ الْخَامِسُ: الْحِيَلُ، ، ١/٣٥٠، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ ١٩٩٩م)

خلاصۃ المرام میں ہے کہ تصانیف اور مُسْتَقِل(مکمل) ابواب قائم کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ شرعی طور پر اگر حیلہ کیا جائے تو جائز ہے اس میں نہ شرعی قباحت ہے اور نہ ہی فقہاء کرام نے اسے غلط کہا ہے بلکہ اس کے ثبوت کے لئے تجاویز بتائی ہیں چنانچہ اسی صفحہ کے آگے چند تَصْرِیحات (وضاحت) عرض کی جائیں گی۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ

فصل دوم: شرعی حیلہ کا ثبوت ازاحادیث

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ وَقَعَتْ وَحْشَةٌ بَيْنَ هَاجَرَ وَسَارَةَ فَحَلَفَتْ سَارَةُ إِنْ ظَفِرَتْ بِهَا قَطَعَتْ عُضْوًا مِنْهَا فَأَرْسَلَ اللهُ تَعَالَى جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُصْلِحَ بَيْنَهُمَا فَقَالَتْ سَارَةُ مَا حِيلَةُ يَمِينِي فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَأْمُرَ سَارَةَ أَنْ تَثْقُبَ أُذُنَيْ هَاجَرَ فَمِنْ ثَمَّ ثُقُوبُ الْآذَانِ[31]

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سارہ وہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ جھگڑا ہو گیا حضرت سارہ نے قسم کھائی کہ مجھے موقع ملا تو ہاجرہ کا کوئی عضو کاٹوں گی۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ اُن میں صلح کرادیں۔ حضرت سارہ نے عرض کیا تو میری قسم کا کیا حیلہ ہو گا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی آئی کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حکم دو کہ وہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان چھید دیں اسی وقت سے عورتوں کے کان چھیدے گئے۔

(والتاتارخانیہ وجیر صفحہ ۲۰. کذافی الحموی صفحہ ۲۱۱ مع الاشباہ والنظائر فن خامس مطبوعہ نولکشور)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے اپنے بھائی سے کلام کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا تم اپنی عورت کو ایک طلاق دے دو عدت گزرنے پر اپنے بھائی سے بات کر لو۔ بعد ازاں اس عورت سے نکاح کر لو اب وہ تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی چاہے بھائی سے گفتگو کرتے رہو[32] (دیکھا آپ نے تین طلاقوں سے بچنے کا کیا بہترین طریقہ (حیلہ) سکھایا)

(کذافی المبسوط للسرخی صفحہ ۲۰۹)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِنْ أَيْنَ هَذَا؟» قَالَ: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيءٌ [ص۸] فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ: «أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخر ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ۔[33] (مشکوٰۃ شریف باب الربوا صفحہ ۲۴۵)

---

[31] (غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، الْفَنُّ الْخَامِسُ: الاول فى الصلاة، ، ۲۲۰/۴، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵م)

[32] (المبسوط للسرخسی، كتاب الحيل۲/209، دار المعرفة – بيروت، تاريخ النشر ۱۴۱۴ھ م)

[33] (مشكاة المصابيح، كِتَابُ الْبُيُوعِ، بَاب الرِّبَا، ۸۵٦/۲، الحديث ۲۸۱۴، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔ آپ نے پوچھا یہ کہاں سے لائے عرض کی کہ میرے پاس رَدّی (بیکار) کھجوریں تھیں دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجوریں لے آیا ہوں فرمایا کہ یہ تو خالص سود ہے ایسا نہ کرو اگر تم خریدنا چاہو تو کھجوروں کو الگ بیچ دو پھر ان کی قیمت سے اچھی کھجوریں خرید لو۔ متفق علیہ

فائدہ: اس صورت میں حیلہ نہ کیا جائے تو خالص سود بنتا ہے لیکن جب حیلہ کیا گیا تو سود سے بھی بچاؤ ہو گیا اور مقصد بھی پورا ہو گیا۔

فائدہ: اس کے تحت حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ہیں کہ

وَهَذَا الْحَدِيثُ كَالَّذِي قَبْلَهُ صَرِيحٌ فِي جَوَازِ الْحِيلَةِ فِي الرِّبَا الَّذِي قَالَ بِهِ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمُ اللهُ۔ وَبَيَانُهُ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِأَنْ يَبِيعَ الرَّدِيءَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ يَشْتَرِي بِالْجَيِّدِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَفْصِلَ فِي أَمْرِهِ فِي كَوْنِ الشِّرَاءِ مِنْ ذَلِكَ الْمُشْتَرِي أَوْ مِنْ غَيْرِهِ بَلْ ظَاهِرُ السِّيَاقِ أَنَّهُ بِمَا فِي ذِمَّتِهِ وَإِلَّا لَبَيَّنَهُ لَهُ(۳۴)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سود میں حیلہ جائز ہے اور یہی فرمان امام ابو حنیفہ و امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ردی کو چند ٹکوں (پیسے) سے بیچنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ انہی چند ٹکوں سے اچھی کھجور خرید لے اس میں یہ بھی نہیں کہ اس کے ذمہ کچھ اور شے لازم تھی ورنہ اسے بیان فرماتے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ: «أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا؟» قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا»(۳۵) (متفق علیه وقال فی المیزان مثل ذلک وقد روی هذا الحدیث الامام محمد فی موطاۂ)

فائدہ: اس حدیث کا ترجمہ اسی طرح ہے جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں گزرا معمولی فرق ہے مقصد ایک ہی ہے۔

فائدہ: اس کی شرح میں شُرّاح (شارح کا اسم مبالغہ، وضاحت کرنے والا) نے لکھا ہے کہ

بع تمرك إلخ. أشار إليه بما يجتنب به عن الربا مع حصول المقصود، وبه احتج جماعة من فقهائنا وغيرهم، على جواز الحيلة في الربا. وبنَوْا عليها فروعاً. والحق أن العبرة في أمثال هذا على النية فإنما لكل امرئ ما نوى(۳۶)

اسی حدیث کے بعض حاشیوں میں لکھا ہے کہ ذلک حیلة شرعیة فی دفع الربوا ومن هذا علم شرعیة الحیلة(۳۷)

---

(۳۴) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ الرِّبَا، ۵/۱۹۲۰، الحديث ۲۸۱۴، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲هـ ۲۰۰۲م)

(۳۵) (مشكاة المصابيح، كِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ الرِّبَا، ، ۲/۸۵۶، الحديث ۲۸۱۳، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

(۳۶) (التعليق الممجد على موطأ محمد، كِتَابُ الْبُيُوعِ، باب الربا فيما يُكال أَوْ يُوزَن، ۳/۲۹۷، دار القلم، دمشق، الطبعة: الرابعة، ۱۴۲۶هـ ۲۰۰۵م)

(۳۷) (موطأ الإمام مالك برواية الشيباني مع الحواشي المفيدة، كِتَابُ الصرف وابواب الربا، ۱/۳۳۵، تحت حديث ۸۱۹ دار الكتب العلمية)

ترجمہ کا مقصد وہی ہے جو اوپر گذرا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ شرعیہ جائز ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری ابوحمید ساعدی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

لِأَنَّ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ أَنَّ لِلْوَسَائِلِ حُكْمُ الْمَقَاصِدِ، فَوَسِيلَةُ الطَّاعَةِ طَاعَةٌ، وَوَسِيلَةُ الْمَعْصِيَةِ مَعْصِيَةٌ، وَأَمَّا مَا قَالَهُ مِنَ الْكُلِّيَّةِ الثَّانِيَةِ فَإِنَّمَا يَلِيقُ بِمَذْهَبِ مَنْ مَنَعَ الْحِيَلَ الْمُوَصِّلَةَ إِلَى الْخُرُوجِ عَنِ الرِّبَا، أَوْ غَيْرِهِ كَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِمْ، مِمَّنْ يَرَى إِبَاحَةَ الْحِيَلِ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى هَذَا الدَّخِيلِ ; لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ عَامِلَهُ عَلَى خَيْبَرَ، وَقَدْ قَالَ لَهُ: إِنَّهُ يُشْتَرَى صَاعُ تَمْرٍ جَيِّدٍ بِصَاعَيْ رَدِيءٍ حِيلَةٌ تُخْرِجُهُ عَنِ الرِّبَا[٣٨]

اس کے ترجمہ کا مفہوم وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ان احادیث کے علاوہ اور بھی بکثرت ہیں مجملہ ان کے باب الحدود میں ابن ماجہ نے صریحی طور پر جوازِ حیلہ پر روایت فرمائی ہے سب میں حیلہ شرعیہ کے جواز کی تصریحات موجود ہیں لیکن ضد کا علاج نہیں اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے۔ اب چند تصریحاتِ فقہاء کرام کی بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محدثین کے اقوال مذکورہ بالا حوالہ جات میں آچکے ہیں فقہاء کرام کے حاضر ہیں۔

فصل سوم: حیلہ شرعیہ کا ثبوت از عباراتِ فقہاءِ کرام

الاشباہ والنظائر میں ہے: فِي الْمُلْتَقَطِ وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ: كَذَبُوا عَلَى مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لَيْسَ لَهُ كِتَابُ الْحِيَلِ، وَإِنَّمَا هُوَ الْهَرَبُ مِنَ الْحَرَامِ وَالتَّخَلُّصُ مِنْهُ حَسَنٌ[٣٩]

ملتقط میں ہے کہ ابو سلیمان نے فرمایا کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہتان تراشا گیا ہے کہ انہوں نے کتاب الحیل نہیں لکھی حالانکہ یہ حیلہ حرام سے اجتناب اور اس سے بچاؤ کی ایک صورت ہے اور وہ جائز ہے۔

حموی الاشباہ والنظائر کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ

قال فی التتارخانیة مذہب علمائنا ان کل حیلة یحتال بها الرجل لابطال حق ایفرا ولادخال شبهة فیه فهی مکروهة یعنی تحریماً۔ وفی العیون وجامع الفتاویٰ لایسعه ذلک وکل حیلة یحتال بها الرجل یتخلص بها عن حرام اولیتوصل بها الی حلال فهی حسنة وهو مانقل عن الشعبی لا باس بالحیلة فیما یحل[٤٠]

[٣٨] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ الزكاة، بَابُ الرِّبَا، ٤/١٢٧٠، تحت الحديث ١٧٧٩، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م)

[٣٩] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِر، الْفَنُّ الْخَامِسُ: الْحِيَلُ، الثَّانِي: فِي الصَّوْمِ، ١/٣٥٠، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ ١٩٩٩م)

[٤٠] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ الزكاة، بَابُ الرِّبَا، ٤/١٢٧٠، تحت الحديث ١٧٧٩، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م)

تاتارخانیہ میں ہے کہ ہمارے علماء کا مذہب ہے کہ ہر وہ حیلہ کہ جس کا حق مارنا یا اس میں شبہ ڈالنا مطلوب ہو تو ایسا حیلہ مکروہ تحریمی ہے۔ہاں جس حیلہ سے حرام سے بچنا یا حلال کا حصول مطلوب ہو تو وہ جائز ہے اور یہی امام شعبی سے منقول ہے۔

ملاجیون کے بیٹے مولانا فیض عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجیز الصراط صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں:

ورشد ترور انکار این حیلہ وہابیہ(غیر مقلدین ودیوبندی ٹولہ)ہستند ومی گویند کہ درجواز حیلہ قرآن وارد شدہ است وازمجتہدانِ دین مثل امام محمد وغیرہ رحمہ اللہ اجمعین دریں امر ابواب وفصول منقول اند

امام شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ پہلی تو نیکی وپرہیزگاری میں تعاون ہے جس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى'' دوسری قسم بُرائی اور گناہ میں امداد ہے جس سے ''تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ'' کے ذریعہ منع کیا گیا ہے۔

بلکہ امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ

فَمَنْ كَرِهَ الْحِيَلَ فِي الْأَحْكَامِ ، فَإِنَّمَا يَكْرَهُ فِي الْحَقِيقَةِ أَحْكَامَ الشَّرْعِ ، وَإِنَّمَا يَقَعُ مِثْلُ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ مِنْ قِلَّةِ التَّأَمُّلِ[41]

(مبسوط جلد ۳۰ صفحہ ۲۱۰)

جو شخص احکام میں حیلے کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت احکامِ شرعی کا منکر ہے ایسی باتیں غور وفکر کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں۔

حیلہ اسقاط کے دیگر دلائل:

اسقاط کی وجہ سے نماز معاف نہیں ہوتی بلکہ زمانہ حیات میں نماز نہ پڑھنے کا جو قصور میت سے ہو چکا ہے اور اب اس کا عوض(جرمانہ)میت سے ناممکن ہے اور میت اس میں گرفتار ہے اس کے قصور معاف کرانے کا یہ حیلہ ہے اور اس طرح کا ثبوت احادیث میں موجود ہے مثلاً حدیث شریف میں ہے ''نمازِ جمعہ چھوٹ جائے وہ ایک دینار صدقہ کرے۔''[42](مشکوٰۃ، باب الجمعہ)

اسی طرح حدیث شریف میں ہے جو شخص اپنی بیوی سے بحالت حیض صحبت کرے وہ ایک دینار یا نصف دینار خیرات کرے۔ یہ خیرات کیا ہے؟ اُس گناہ کا کفارہ ہے جس کا بدلہ ناممکن ہو گا۔

اس دونوں حدیثوں کو ہمارے مسئلہ کے سامنے رکھیئے تو ہمارا مسئلہ واضح ہو جائیگا اور اس بندۂ خدا پر ناراضگی ہے ہی تو اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نجات دلانے کا واحد ذریعہ صدقہ ہے جو ہم ادا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ[43]

صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دفع کرتا ہے۔

---

[41] (المبسوط للسرخسی، کتاب الحیل، دار المعرفۃ – بیروت، تاریخ النشر ۱۴۱۴ھ م)

[42] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصَّلَاۃ، بَاب وُجُوبِھَا، الحدیث، المکتب الإسلامي بیروت، الطبعة: الثالثة)

[43] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الزَّکَاۃ، بَاب فضل الصَّدَقَۃ، الحدیث، المکتب الإسلامي بیروت، الطبعة: الثالثة)

سوالات وجوابات

حیلہ اسقاط پر مرزائی، وہابی، دیوبندی وغیرہ کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کو بنظر انصاف دیکھا جائے تو در حقیقت کوئی اعتراض نہیں ہوتے محض لفاظی ہیرا پھیری کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہمارے سادہ لوح اَہلِ سنت مسلمان برادران ان کی تَزوِیر (فریب) میں پھنس جاتے ہیں اسی لئے چند شُبُہات (شکوک) لکھ کر ان کے جوابات تحقیقی اور علمی پیش کئے جاتے ہیں۔

سوال: حیلہ کرنا خدا اور اس کی مخلوق کو دھوکہ دینا ہے اور یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے۔ منافقوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۹)

ترجمہ: فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو۔

حیلہ اسقاط میں بھی فریب ہے کہ کچھ مال دے کر بہت سے فرائض کو معاف کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جواب: دراصل مخالف نے خود دھوکہ سے کام لیا ہے کیونکہ حیلہ اور ہے اور دھوکہ اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ لوگ پرلے درجے کے جاہل ہیں دیکھئے یہاں بھی حیلہ کو دھوکہ سے تعبیر کیا اور ظاہر ہے کہ حیلہ کو دھوکہ کہنا جہالت بلکہ حماقت ہے۔ پہلے ہم نے عرض کیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حیلہ کہتے ہیں "شرعی ضرورت پورا کرنے کی تدبیر کو" چنانچہ عرفِ عام میں عام مشہور ہے کہ "حیلہ رزق بہانہ موت" اور شرعی حیلہ کے دلائل قرآنِ پاک و احادیث مبارکہ اور فقہاءِ کرام کی تصریحات سے ہم نے پہلے عرض کر دیئے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ کسی کو دھوکہ دینا حرام اور گناہ ہے لیکن یہ تو مخالف کو یقین ہے کہ شرعی ضرورت کو پورا کرنے یا حرام باتوں سے بچنے کی تدبیر کرنا عین ثواب۔ اس کی بہت سی مثالیں پہلے عرض کر دی گئی ہیں۔

جواب نمبر ۲: آیت "يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ" منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو کلمہ اسلام کو اپنے لئے آڑ بناتے تھے اور دل میں وہ بدستور کافر تھے[۴۴] لیکن افسوس کہ وہابیوں، دیوبندیوں نے اسے اہلِ اسلام پر چسپاں کر دیا اور ان کی یہ رسم نئی نہیں ہے کہ بتوں کے بارے میں وارد شدہ آیات کو اولیاء وانبیاء پر چسپاں کریں اور منافقوں سے متعلق آیات کو مسلمانوں پر مُنْطَبِق (چسپاں) کریں۔ یہ طریقہ ان کو خارجیوں سے وِرثہ ملا ہے جبکہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ وہابی، دیوبندی انہی خارجیوں کی اولاد ہیں جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے پیشین گوئی فرمائی۔ اس کی تفصیل فقیر نے پہلے عرض کر دی ہے۔

---

[۴۴] (التفسير الكبير ،كِتَابُ الزكاة، بَابِ الرِّبَا، ۲/۳۰۳،تحت آیت ۹ الی ۱۰ ، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة: الثالثة ۱۴۲۰ھ)

جواب نمبر ۳: شرعی طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کا سہارا۔ حِیلہِ اِسقاط کو دھوکہ یا فراڈ کہنا محض بے جا (بلاوجہ) ہے۔ اس شرعی طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ کسی کو نقصان پہنچانا یا کسی کی حق تلفی مقصود نہیں اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل ہو جائے کیونکہ "رحمت حق بہانہ می جوید" مطلق حیلے کا ثبوت آیات و احادیث سے بیان ہو چکا کیا اسے بھی فریب کا نام دیا جائے گا۔

جواب نمبر ۴: عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دامنِ رحمت سے منقطع کرنے کے لئے بے بنیاد حیلے بہانے تراشے ہیں۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا معاملہ ہے کہ حیلے بہانے تراشتے ہیں تاکہ مومن مسلم کی رہائی نہ ہو اور آیتیں پڑھتے ہیں منافقین کی۔

سوال: نماز و روزہ بدنی ہے اور فدیہ مال ہے اور مال بدنی عبادت کا کفارہ کسی طرح نہیں ہو سکتا لہٰذا یہ حیلہ محض باطل ہے کیونکہ خلافِ قیاس ہے۔

جواب: یہ قیاس قرآنی آیت کے مقابل ہے کہ قرآن تو فرما رہا ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۴)

ترجمہ: اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔

اور حکم الٰہی کے مقابل اپنا قیاس کرنا شیطان کا کام ہے کہ اس کو حکمِ الٰہی ہوا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر اُس نے اس حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑایا، مردود ہوا۔

پھر بدنی محنت کے مقابل ہونا عقل کے مطابق ہے کہ ہم کسی سے کام کراتے ہیں اُس کے معاوضہ مال دیتے ہیں بعض صورتوں میں جان کا بدلہ بھی مال سے ہوتا ہے اور شریعت میں بعض کفارے خلافِ قیاس بھی ہوتے ہیں۔ کوئی نمازی پہلی التحیات بھول گیا تو سجدہ سہو کرے، کسی نے اپنی بیوی سے اِظہار کر لیا تو اس کے کفارہ میں ساٹھ روزے رکھے،[۴۵] حاجی نے بحالت احرام شکار کر لیا تو اس شکار کی قیمت خیرات کرے ورنہ روزے رکھے۔[۴۶] یہ تمام کفارے خلافِ قیاس ہیں مگر شریعت نے مقرر فرما دیا۔ بسر و چشم ہمیں تو منظور ہے لیکن ازلی قسمت کا مارا مارا پھرتا رہے گا۔

سوال: راہ سنت صفحہ ۲۶۸ میں ہے کہ ملا ابو محمد عبد القادر القرشی حنفی المتوفی ۷۷۵ھ لکھتے ہیں کہ

أَبُو سُلَيْمَانَ الْجُوزَجَانِيُّ يُنْكِرُ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ: مَنْ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا رَحِمَهُ اللهُ صَنَّفَ كِتَابًا سَمَّاهُ الْحِيَلَ فَلَا تُصَدِّقْهُ، وَمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ، فَإِنَّمَا جَمَعَهُ وَرَّاقُو بَغْدَادَ

امام ابو سلیمان جرجانی کہتے ہیں کہ لوگوں نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جھوٹ کہا ہے کتاب الحیل ان کی نہیں کتاب الحیل تو وراق کی لکھی ہوئی ہے۔

[۴۵] (ملخص از فتاویٰ رضویہ جدید جلد۱۳ صفحہ [illegible] مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

[۴۶] (بہارِ شریعت، حصہ ششم، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، جلد ۱ ص۱۱۷۹ الی ۱۱۸۰)

جواب: چونکہ حیلہ اسقاط کی ایک صورت بھی بیان کی گئی تھی اس لئے مخالفین نے اسی میں عافیت سمجھ کر یہ کہہ دیا کہ یہ کتاب امام محمد کی ہی نہیں حالانکہ مجتہد فی المسائل امام شمس الائمہ سرخسی متوفی ۴۹۰ھ نے گو حضرت ابو سلیمان جوزجانی متوفی ۲۰۰ھ کا یہ قول نقل کیا کہ کتاب الحیل حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہیں مگر ساتھ ہی فرمایا کہ

وَأَمَّا أَبُو حَفْصٍ رَحِمَهُ اللهُ كَانَ يَقُولُ: هُوَ مِنْ تَصْنِيفِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ، وَكَانَ يَرْوِي عَنْهُ ذَلِكَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ فَإِنَّ الْحِيَلَ فِي الْأَحْكَامِ الْمُخْرِجَةِ عَنْ الْإِمَامِ جَائِزَةٌ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ، وَإِنَّمَا كَرِهَ ذَلِكَ بَعْضُ الْمُتَعَسِّفِينَ لِجَهْلِهِمْ وَقِلَّةِ تَأَمُّلِهِمْ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔[۴۷] (مبسوط جلد ۳۰ صفحہ ۲۰۹)

ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے کہ کتاب الحیل امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی تصنیف ہے اور ابو حفص اسے امام محمد سے روایت بھی کرتے تھے شمس الائمہ فرماتے ہیں یہی اَصَحّ (زیادہ صحیح یا معتبر) ہے کیونکہ احکام میں جو حیلے امام سے منقول ہیں وہ جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں انہیں بعض تنگ نظر لوگوں نے جہالت اور کتاب و سنت میں پوری طرح تأمُّل (غور و فکر) نہ کرنے کی وجہ سے ناپسند رکھا ہے۔

امام ابو حفص کبیر متوفی ۲۱۸ھ کے قول اور امام شمس الائمہ سرخسی کی تائید و توثیق سے بھی کتاب الحیل کا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف تسلیم نہیں ہو گا محض اس وجہ سے ابو سلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کیا ہے تو اس انکار کی وجہ بھی سن لیجئے۔ علامہ مصری متوفی ۹۶۹ھ اشباہ والنظائر فن خامس میں فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى فِي التَّعْبِيرِ عَنْ ذَلِكَ؛ فَاخْتَارَ كَثِيرٌ التَّعْبِيرَ بِكِتَابِ الْحِيَلِ.

وَاخْتَارَ كَثِيرٌ كِتَابَ الْمَخَارِجِ وَاخْتَارَهُ فِي الْمُلْتَقَطِ وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ: كَذَبُوا عَلَى مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لَيْسَ لَهُ كِتَابُ الْحِيَلِ[۴۸]

ہمارے مشائخ کا فن حیل کے نام میں اختلاف ہے بہت مشائخ نے کتاب الحیل کو پسند کیا اور کثیر نے کتاب المخارج اختیار کیا اسی نام کو مُلتَقط (منتخب) میں اختیار کیا اور فرمایا کہ ابو سلیمان کہتے ہیں کہ لوگوں نے جھوٹ کہا کہ کتاب الحیل امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہیں۔

اس عبارت سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ ابو سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اختلاف نام کی حد تک ہے۔ کتاب الحیل ہونا چاہیے یا کتاب المخارج (منہیات سے بچنے کے ذرائع پر مشتمل کتاب) مبسوط کی عبارت بھی اسی کی عرف مشیر ہے۔

فَكَيْفَ يُظَنُّ بِمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمَّى شَيْئًا مِنْ تَصَانِيفِهِ بِهَذَا الِاسْمِ لِيَكُونَ ذَلِكَ عَوْنًا لِلْجُهَّالِ عَلَى مَا يَتَقَوَّلُونَ[۴۹]

---

[۴۷] (المبسوط للسرخسی، کتاب الحیل ٣٠/٢٠٩، دار المعرفة – بیروت، تاریخ النشر ١٤١٤هـ ١٩٩٣م)

[۴۸] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، الفن الخامس، الباب الثانی فی الصوم ١/٣٥١، دار الکتب العلمية، بيروت لبنان، الطبعة: الأولى ١٤١٩هـ ١٩٩٩م)

[۴۹] (المبسوط للسرخسی، کتاب الحیل ٣٠/٢٠٩، دار المعرفة – بیروت، تاریخ النشر ١٤١٤هـ ١٩٩٣م)

(جلد۳۰، صفحہ ۲۰۹)

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی کسی تصنیف کا یہ نام رکھا ہو اس سے تو جاہلوں کو اپنی باتوں پر تقویت ملے گی۔

بہر حال اختلاف صرف کتاب کے نام رکھنے میں نفس مسئلہ کے اختلاف کو کسی قسم کا تعارض نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ جب کہ وہ خود اپنی کتابوں میں نفس مسئلہ یعنی حیلہ کے جواز میں تصریح فرماتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

حموی شرح اشباہ والنظائر اور مبسوط وغیرہ میں ہے:

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ مَا يَتَخَلَّصُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْحَرَامِ أَوْ يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الْحَلَالِ مِنَ الْحِيَلِ فَهُوَ حَسَنٌ، وَإِنَّمَا يُكْرَهُ ذَلِكَ أَنْ يَحْتَالَ فِي حَقٍّ لِرَجُلٍ حَتَّى يُبْطِلَهُ أَوْ فِي بَاطِلٍ حَتَّى يُمَوِّهَهُ أَوْ فِي حَقٍّ حَتَّى يُدْخِلَ فِيهِ شُبْهَةً [۵۰] (جلد۳ صفحہ ۲۱۰)

خلاصہ یہ کہ جس حیلے کے ذریعے آدمی حرام سے بچے یا حلال تک پہنچے وہ بلاشک بہتر ہے البتہ وہ حیلہ مکروہ ہے جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے یا باطل خوشنما بنادیا جائے یا کسی کے حق میں شبہ پیدا کر دیا جائے۔

سوال: بنی اسرائیل نے ہفتے کے دن مچھلی شکار کرنے کے لئے ایک حیلہ ایجاد کیا تھا جس کی پاداش (سزا) میں بندر بنا دیئے گئے۔ بحکم الٰہی ''كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ'' (**ترجمہ:** تم کس خوش فہمی میں مبتلا ہو) کہ حیلہ کرتے ہو۔ بنی اسرائیل کے لئے ہفتے کے دن شکار حرام تھا انہوں نے حیلے کے ذریعے حرام کو حلال بنانے کی کوشش کی تھی لہٰذا سزا ملی ہے تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہونا اور میت کی مغفرت کے لئے ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ کرنا بھی حرام ہے جس کی بناء پر حیلہ کرنے والوں کو قہر وغضب الٰہی کے مستحق ٹھہراتے ہو۔

ایضاً: میت کے ترکہ سے بعض بچوں کا تعلق ہوتا ہے اور بعض ایسے افراد کا جو غائب ہوتے ہیں بچے کے مال کو حیلہ اسقاط وغیرہ کے لئے بالکل صرف نہیں کیا جاسکتا اور غائب کی اجازت کے بغیر اس کا حق کیسے صرف کیا جاسکتا ہے دونوں صورتوں میں حیلہ اسقاط ناجائز ہوا۔

جواب: اس شبہ کی بناء پر تو ایصالِ ثواب کو ناجائز کہہ دینا چاہیے کیونکہ یہ بات تو وہاں بھی پائی جاتی ہے کہ میت کے ترکے سے بچوں اور بعض غائب افراد کا حق متعلق ہوتا ہے یہ صحیح ہے کہ بچے کے مال کو ایسے امور میں صرف نہیں کیا جاسکتا اور غائب کے مال کو صرف کرنا اس کی اجازت پر موقوف ہے لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ حیلہ اسقاط کی کوئی صورت ہی نہ رہے بلکہ اگر مرنے والے صدقہ وخیرات اور حیلہ اسقاط کی وصیت کر دی ہو تو اس کے مال کے تہائی حصہ کو لازماً اس طرف خرچ کرنا ہوگا۔ اس صورت میں بچوں اور غائبین کا کچھ دخل ہی نہیں اور اگر وصیت نہیں بھی کی تو عاقل وبالغ موجود وارث ایسا تو نہیں ہوگا کہ میت کے مال پر ہی آس لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اپنے پاس سے مال صرف کرکے حیلہ اسقاط کر سکتے ہیں یا وراثت میں سے اپنے حصے کو اس طرف خرچ کر دیں تو بھی کوئی حرج نہیں ابھی تو تھوڑا سا مال خیرات کرنا ہے اور اگرچہ فدیہ ادا کرنا پڑ جائے تو شاید آپ کو کیا کیا مکر وفریب یاد آجائیں گے۔

[۵۰] (المبسوط للسرخسی، کتاب الحیل ۳۰/۲۱۰، دار المعرفۃ – بیروت، تاریخ النشر ۱۴۱۴ھ م)

سوال: اس طرح لوگوں کے دلوں سے احساسِ جُرم جاتا رہے گا وہ جب سمجھیں گے کہ نماز و روزہ ادا کئے بغیر حیلے کے ذریعہ خَلاصی (رہائی) ہو سکتی ہے تو ادا کرنے کی کیا ضرورت؟

جواب: پھر تو آپ توبہ اور شفاعت کا بھی انکار کر دیں گے کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ جب اس طرح نجات مل سکتی ہے تو عبادات کے ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کیا ضرورت ہے۔ عقل و دانش رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں شریعت مطہرہ کی پابندی ہی کرنی چاہیے احکام کی ادائیگی نہ ہو سکی تو لازماً قضا کرنی چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اگر شامَتِ نفس (نفس کی خرابی) سے کچھ کوتاہیاں ہو گئی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جانا چاہیے بلکہ جب تک ہمیں شریعت کے مطابق کوئی راستہ ملے گا اسی کو اپنائیں گے۔

سوال: حیلہ اسقاط سے لوگ بے نمازی بن جائیں گے کیونکہ جب ان کو معلوم ہو گیا کہ ہمارے بعد ہماری نمازوں کا اسقاط ممکن ہے تو پھر نماز پڑھنے کی زحمت کیوں گوارا کریں گے؟ اس لئے یہ بند ہونا چاہیے۔

جواب: یہ اعتراض تو ایسا ہے جیسے بعض آریاؤں (اعتراض کرنے والوں) نے اسلام پر اعتراض کیا ہے کہ مسئلہ زکوۃ سے مسلمانوں میں بے کاری پیدا ہوتی ہے اور مسئلہ توبہ سے آدمی گناہ پر دلیر ہوتا ہے کیونکہ جب غریب کو معلوم ہے کہ مجھے زکوٰۃ کا مال بغیر محنت ملے گا تو کیوں محنت کرے اسی طرح جب آدمی کو معلوم ہو گیا کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے تو خوب گناہ کریگا جیسے کہ یہ اعتراض لغو ہے اُسی طرح یہ بھی۔ جو شخص کہ فدیہ نماز پر دلیر ہو کہ نماز کو ضروری نہ سمجھے وہ کافر ہو گیا اور یہ مال نماز کا فدیہ ہے نہ کہ کفر کا نیز اگر کوئی شخص مسئلہ صحیحہ کو غلط استعمال کرے تو غلطی اس استعمال کرنے والے کی ہے نہ کہ مسئلہ کی۔ نیز مسئلہ اسقاط صدہا سال سے مسلمانوں میں مشہور ہے لیکن آج تک ہم کو تو کوئی بھی مسلمان ایسا نہ ملا جو اس اسقاط کی بناء پر نماز سے بے پرواہ ہو گیا ہو۔

سوال: کچھ بنی اسرائیلیوں نے حیلہ کرکے مچھلی کا شکار کیا تھا جس سے اُن پر عذابِ الٰہی آ گیا اور وہ بندر بنا دیئے گئے "كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ" معلوم ہوا کہ حیلہ سخت گناہ ہے اور عذابِ الٰہی کا باعث۔

جواب: حیلہ کا حرام ہونا بھی بنی اسرائیل پر عذاب تھا جیسے کہ بہت سے گوشت ان پر حرام تھے ایسے ہی یہ بھی اس امت پر جائز حیلوں کا حلال ہونا رب کی رحمت ہے نیز انہوں نے حرام کو حلال کرنے کا حیلہ کیا کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار ان پر حرام تھا ایسے حیلہ اب بھی منع ہیں۔

سوال: قرآن فرماتا ہے: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۳۹)

ترجمہ: نہیں ہے انسان کے لئے مگر وہ جو خود کمالے۔

اور فدیہ اسقاط میں یہ ہے کہ میت نماز نہ پڑھے اور اس کی اولاد مال خرچ کرکے اس کو اس جرم سے آزاد کرا دے جس سے معلوم ہوا کہ یہ حیلہ خلافِ قرآن ہے۔

جواب: اس کا جواب فاتحہ کی بحث میں دیکھئے کہ اس آیت کی چند توجیہیں ہیں ایک یہ بھی ہے کہ یہ لام ملکیت کا ہے یعنی انسان اپنی کمائی ہی کا مالک ہے غیر کی بخشش قبضہ میں نہیں وہ کرے یا نہ کرے اس لئے غیر کی سخاوت پر پھول کر اپنی محنت کو بھول جانا خلافِ عقل ہے۔

بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے   فاتحہ کو قبر پر پھر کوئی آئے یا نہ آئے

جواب: یہ آیت کریمہ بدنیہ کے بارے میں آئی ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھ دے یا روزے رکھ دے تو اس کے ذمہ سے اس کے فرائض نماز و روزہ ادا نہ ہوں گے وغیرہ۔ اگر یہ توجیہیں نہ کی جائیں تو بہت سی آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی مخالفت لازم آئے گی۔ قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مومنین کے لئے اپنے ماں باپ کے لئے دعا کریں۔ نمازِ جنازہ بھی میت کے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہی ہے احادیث نے میت کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا ہے۔

فائدہ: بعض جگہ رواج ہے کہ اگر کسی مسلمان کا انتقال جمعہ کے علاوہ کسی اور دن ہو تو میت کے ورثاء اس کی قبر پر حافظ بٹھا کر جمعہ تک قرآن خوانی کراتے ہیں بعض دیوبندی اس کو بھی حرام کہتے ہیں لیکن یہ حرام کہنا محض غلط ہے اور قبر کے پاس قرآن خوانی کرنا بہت باعث ثواب ہے۔ اس کی اصل یہ ہے کہ مشکوٰۃ کتاب عذاب القبر میں ہے کہ جب میت قبر میں رکھی دی جاتی ہے:

تَوَلّٰی عَنْهُ أَصْحَابُهُ   اور لوگ دفن کرکے لوٹ آتے ہیں۔

تب منکر نکیر فرشتے سوال کے لئے آتے ہیں۔[51] جس سے معلوم ہوا کہ دفن کرنے والوں کی موجودگی میں سوالِ قبر نہیں ہوتا اور پھر شامی جلد اول باب صلوٰۃ الجائز میں ہے کہ آٹھ شخصوں سے سوالِ قبر نہیں ہوتا۔

(۱) شہید (۲) جہاد کی تیاری کرنے والا (۳) طاعون سے مرنے والا (۴) زمانۂ طاعون میں کسی بیماری سے مرنے والا (بشرطیکہ یہ دونوں صابر ہوں) (۵) صدیق (۶) نابالغ بچہ (۷) جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرنے والا (۸) ہر رات سورۂ ملک پڑھنے والا یا مرضِ موت میں روزانہ سورۂ اخلاص پڑھنے والا (جمہور کے نزدیک نبی علیہ السلام سے بھی) اس سے معلوم ہوا کہ جو جمعہ کے دن مرے اس سے سوالِ قبر نہیں ہوتے تو اگر کسی کا انتقال مثلاً اتوار کو ہوا اور بعد دفن سے ہی آدمی وہاں موجود رہا تو اس کی موجودگی سے سوالِ قبر نہ ہوا اور اب جبکہ جمعہ آگیا سوالِ قبر کا وقت نکل چکا اب قیامت تک نہ ہوگا گویا یہ عذابِ الٰہی سے میت کو بچانے کی تدبیر ہے اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اس پر رحم فرمادے۔ اب جب کہ آدمی وہاں بیٹھا ہے تو بیکار بیٹھا کیا کرے قرآن پاک کی تلاوت کرے جس سے میت کو بھی فائدہ ہو اور قاری کو بھی۔[52]

کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی باب مایقول بعد الدفن میں ہے کہ

قال الشافعي ويستحب ان يقروا عنده شيئا من القرآن قالوا فان ختموا القران كله كان حسناً[53]

یعنی قبر کے پاس کچھ تلاوت کرنا مستحب ہے اور اگر پورا قرآن پڑھیں تو بھی اچھا ہے۔

فائدہ: ہم رسالہ اذان بر قبر بحث میں عرض کرچکے ہیں کہ قبر پر جو سبزہ اُگ جاتا ہے اس کی تسبیح کی برکت سے میت کو فائدہ ہوتا ہے یہ تو انسان کی تلاوتِ قرآن ہے ضرور نافع ہوگی ان شاء اللہ مگر چاہیے یہ کہ کسی وقت بھی قبر آدمی سے خالی نہ رہے اگرچہ لوگ باری باری سے بیٹھیں۔

---

[51] (مشكاة المصابيح، كتاب الْإِيمَان، بَاب إِثْبَات عَذَاب الْقَبْر، الحديث، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة)

[52] (رد المحتار على الدر المختار، باب صلاة الجنازة، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية م)

[53] (كتاب الاذكار: المنتخب من كلام سيد الابرار، باب صلاة الجنازة،)

فائدہ: بعض جگہ مسلمان رمضان کے جمعۃ الوداع کے دن کچھ نوافل قضاء عمری پڑھتے ہیں بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں اور لوگوں کو روکتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی o عَبْدًا اِذَا صَلّٰی o (پارہ۳۰، سورۃ العلق، آیت ۹،۱۰)

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔

معلوم ہوا کہ کسی نمازی کو نماز سے روکنا سخت جرم ہے۔ قضاء عمری بھی تو نماز ہی ہے اس سے روکنا ہرگز جائز نہیں قضاء عمری کی اصل یہ ہے کہ تفسیر روح البیان پارہ۷ سورۃ انعام زیر آیت ''وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ'' ایک حدیث نقل کی:

أیما عبد او امة ترك صلاته فی جهالته فتاب وندم علی ترکها فلیصل یوم الجمعة بین الظهر والعصر اثنتي عشرة رکعة یقرأ فی کل منها الفاتحة وآیة الکرسي والإخلاص والمعوذتین مرة لا یحاسبه الله تعالی یوم القیامة ووجد صحیفة سیآته حسنات ذکره فی مختصر الاحیاء[54]

جو مرد یا عورت نادانی سے نماز چھوڑ بیٹھے پھر توبہ کرے اور شرمندہ ہو اس کے چھوٹ جانے کی وجہ سے تو جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان بارہ رکعتیں نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیت الکرس اور سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق و سورۃ ناس ایک ایک بار پڑھے تو خدا تعالیٰ قیامت کے دن حساب نہ لے گا اس حدیث کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا ہے۔

فائدہ: صاحب روح البیان اس حدیث کا مطلب سمجھاتے ہیں کہ توبہ کرنے اور نادِم (شرمندہ) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تارِکِ الصلوٰۃ (نماز ترک کرنے والا) بندہ شرمندہ ہو کر تمام نمازیں قضا پڑھ لے کیونکہ توبہ کہتے ہی اس کو ہیں پھر قضا کرنے کا جو گناہ ہوا تھا وہ اس نماز قضاعمری کی وجہ سے معاف ہو جائیگا یہ مطلب نہیں ہے کہ نمازیں قضا نہ پڑھو صرف یہ نماز پڑھ لو سب ادا ہو گئیں یہ تو روافض بھی نہیں کہتے کہ ان کے یہاں چندروز کی نمازیں ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے سال بھر نماز نہ پڑھو بس جمعۃ الوداع کو یہ بارہ رکعتیں پڑھ لو سب معاف ہو گئیں۔[55] مطلب وہی ہے کہ صاحب روح البیان نے فرمایا اور مسلمان اسی نیت سے پڑھتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ کتاب الحج بالوقوف بعرفہ میں ایک حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ میں حاجیوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی بارگاہ الٰہی سے جواب آیا کہ ہم نے مغفرت فرمادی سوائے مظالم (حقوق العباد) کے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر مزدلفہ میں دعا فرمائی تو مظالم یعنی حقوق العباد بھی معاف فرمادیئے گئے۔[56] اس کا مطلب یہ نہیں کسی شخص کا قرض مار لو، کسی کو قتل کر دو، کسی کی چوری کر لو اور حج کر آؤ سب معاف ہو گیا نہیں بلکہ ادائے قرض میں جو خلافِ وعدہ تاخیر ہو گئی وہ معاف کر دی گئی حقوق العباد بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔ اگر کوئی مسلمان اس قضاعمری کے پڑھنے یا سمجھنے میں غلطی کرے تو اس کو سمجھا دو نماز سے کیوں روکتے ہو اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو جب بھی فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

مخالفین سے تائید:

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۰۳ میں ہے:

---

[54] (روح البیان ۳/۴، سورۃ الانعام تحت آیۃ ۵۵، دار الفکر بیروت)

[55] (روح البیان ۳/۴، سورۃ الانعام تحت آیۃ ۵۵، دار الفکر بیروت)

[56] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الْمَنَاسِك، بَاب الْوُقُوف بِعَرَفَة، الحدیث، المکتب الإسلامي بیروت، الطبعة: الثالثة)

"حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملاؤں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے وہاں یہ حیلہ کارگر نہیں مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت وِرثہ (مردے کامال) کیا عجب ہے کہ مفید ہو ورنہ لغو اور حیلہ تحصیل دنیاو یہ کا ہے۔"

فقط رشید احمد عفی عنہ[۵۷]

فائدہ:

اگر چہ اس میں بہت ہیر پھیر کی مگر جائز مان لیا لہٰذا اب کسی دیوبندی کو تو حیلہ اسقاط پر اعتراض کا حق نہیں رہا۔ مفلس کی قید مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے گھر سے لگائی ہے۔ ہم فقہی عبارات پیش کر چکے ہیں جس میں مفلس کی قید نہیں ہے مالدار آدمی بھی اگر پورا فدیہ ادا کرے تو تمام ترکہ اسی میں چلا جائے گا ورثہ کو کیا بچے گا اور اگر کسی نے مرتے وقت وصیت بھی کر دی ہو کہ میرا فدیہ دیا جائے تو وصیت تہائی مال سے زیادہ کی جائز نہیں۔ اگر تہائی مال سے تمام عمر کی نمازوں کا فدیہ ادا نہ ہوا تو حیلہ کرنے میں کیا حرج ہے؟ رہا حیلہ کا حیلہ کرنا یہ محض لغو ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ مدرسہ دیوبند مولویوں کا تنخواہ لینے کا حیلہ ہے لہٰذا لغو ہے۔[۵۸]

خاتمہ: اس تمام بحث سے نتیجہ نکلا کہ میت کے پیچھے اسقاط کرنا قبل از دفن بلاشبہ جائز ہے۔ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے اور سب کو معلوم ہے کہ اسقاط صرف میت کو نفع پہنچانے کی غرض سے کیا جاتا ہے جو احادیث سے ثابت ہے کہ مرنے کے بعد میت کو زِندَگان (جاندار) کے صدقات و خیرات وغیرہ سے نفع پہنچتا ہے البتہ وہابی دیوبندی معتزلہ کی وراثت سے اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ صدقہ و دعا میت کو مرنے کے بعد کوئی شے نفع نہیں پہنچاتی۔ شرح عقائد صفحہ ۲۴ میں ہے:[۵۹]

فی دعاء الاحیاء للاموات والتصدق عنهم (وفی دعاء الأحیاء للأموات وتصدقهم) أی تصدق الأحیاء (عنهم) أی عن الأموات (نفع لهم) أی للأموات، خلافاً للمعتزلة

یعنی میت کے لئے صدقہ و خیرات کرنا اور دعا کرنا جائز ہے اس سے میت کو فائدہ ہے اسی کی وجہ سے میت پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے لیکن اس کے معتزلہ مخالف ہیں۔

احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کے لئے قبل از دفن صدقات و خیرات کا حکم فرمایا ہے چنانچہ شرح برزخ وغیرہ میں ہے:

انه علیه السلام قال تفدوا الموتاکم من ملائکة القبر ولو بشق تمرة وتصدقوا بروح المیت قبل الدفن لیکون ذلک فدیة الا من الدین ملائکة العذاب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے موتیٰ تک قبر کا فدیہ دو اگرچہ کھجور کے دانے کا کچھ حصہ اور میت کی روح کے لئے قبل دفن صدقہ کرو تاکہ وہ ملائکہ عذاب کا فدیہ ہے (سوائے قرضہ کے)

---

[۵۷] (فتاوی رشیدیہ، ص۱۳، مکتبہ اسلامی کتب)

[۵۸] (جاء الحق۸۱، نعیمی کتب خانہ)

[۵۹] (شرح العقائد النسفیة، الله تعالی یجیب الدعوات ویقضی الحاجات۸۱، مکتبة الکلیات الأزهریة القاهرة، الطبعة: الأولی م)

فائدہ: اس حدیث میں لفظ قبل دفن بتاتا ہے کہ اسقاط جائز ہو جب کہ ہم اہلِ اموات کے لئے قبل دفن ہی ثواب پہنچاتے ہیں ان میں یہی اسقاط بھی ہے اور فقہاءِ کرام کی تصریحات بھی پہلے بیان کی جاچکی ہیں۔

وھابیہ غیر مقلدین کی کتب سے حیلہ کا ثبوت:

صدیق حسن بھوپالی آداب المفتی میں لکھتا ہے کہ

فان حسن قصده فی حیلة فهی جائزة بلا شبهة و مفسدة لتخليص المستفتى بها من حرج جاز ذلك قداستجب وارشد الله تعالىٰ نبيه ايوب عليه السلام الى التخلص من الحنث بان ياخذبيده ضغثا فيضرب بالمراة ضربة واحدة وارشد النبى ﷺ الى بيع التمر بدراهم تمرا آخر فيتخلص من الربوا فاحسن المخارج ماخلص بها من المأثم واقع الحيل ماوقعه فى المحارم واسقط ما اوجبالله تعالىٰ ورسوله من الحق اللازم وقد ذكر الحافظ ابن القيم فى اعلام الموقعين من النوعين فلعلك لا تظفر بجمله فى غير ذلك الكتاب

اگر حیلہ میں نیک ارادہ ہو تو جائز ہے تاکہ اس حرج سے بچ جائے یہ صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیلہ کا طریقہ بتایا۔ اس طرح کا بیان "اعلام الموقعین" میں ابن القیم نے لکھا ہے۔

فائدہ: اس میں بھوپالی نے خود اور اپنے شیخ الشیوخ سے حیلہ کے نہ صرف جواز کی تصریح بلکہ استحباب کا اقرار کیا ہے۔

یک حرف کافی: یہاں پر بحث کو ختم کرتا ہوں کیونکہ منصف مزاج کے لئے اتنا کافی ہے اور ضدی کے لئے دفتر ناکافی۔

واللّٰه الهادى هذا اخرنا رقمه

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

ربه القوى بالنبى الامى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآلهٖ واصحابهٖ اجمعين

۴ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ بروز ہفتہ

بہاول پور۔ پاکستان